روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ — منگل ۸۔ شوال ۱۴۱۱ھ، ۲۳۔ شہادت ۱۳۷۰ہش، ۲۳۔ اپریل ۱۹۹۱ء — نمبر ۹۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آرائش کا بہترین ذریعہ

"سورہ (فاتحہ) پر محض سرسری نظر نہیں ڈالنی چاہیئے۔ بلکہ ہر نماز میں پڑھتے وقت بڑے غور سے اس کے مضامین سے گذرنا چاہیئے اور انہیں اپنے نفس پر ساتھ ساتھ اطلاق کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اور سورۃ فاتحہ کے آئینے میں اگر انسان اپنی تصویر دیکھنے کی عادت ڈال لے تو اس سے بہتر آرائش کا اور کوئی ذریعہ سوچا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہ سب سے سچا آئینہ ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"رحیمیت کے مفہوم میں نقصان کا تدارک کرنا لگا ہوا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اگر فضل نہ ہوتا، تو نجات نہ ہوتی۔ ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ سے سوال کیا کہ یا حضرت! کیا آپؐ کا بھی یہی حال ہے۔ آپؐ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ ہاں۔ نادان اور احمق عیسائیوں نے اپنی نافہمی اور ناواقفی کی وجہ سے اعتراض کئے ہیں، لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ یہ آپؐ کی کمال عبودیت کا اظہار تھا جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔ ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے، بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلل کی حالت انتہا کو پہنچتی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعے سے مصفّا پانی دوسری نالی میں پہنچتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۳۱)

"اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسے برا معلوم نہ ہو۔ کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے۔ دل شکنی نہ کی جاوے۔ جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں۔ دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے، چنانچہ فرمایا ہے ---------- (الحجرات: ۱۴) دوسروں کے ساتھ کبھی پورے اخلاق سے کام لینا چاہیئے۔ جو بداخلاقی کا نمونہ ہوتا ہے، وہ بھی اچھا نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۳۵)

سانحہ ارتحال

محترم میجر محمد عبداللہ صاحب مہار صدر جماعت احمدیہ شمالی چھاؤنی لاہور آف چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ عرصہ دو ماہ کی علالت کے بعد ۱۳ اپریل بروز ہفتہ بوقت سوا آٹھ بجے صبح وفات پاگئے۔ آپ کی عمر ۷۶ سال تھی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ۱۴ اپریل کو بعد از نماز فجر بیت المبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں بعد از تدفین محترم مولانا صاحب نے ہی دعا کروائی۔

احباب موصوف کی بلندیٔ درجات اور لواحقین کے صبر جمیل کے لئے دعا کریں۔

خدا تعالیٰ کی خاطر جماعت سے محبت رکھنے والا کبھی خائب و خاسر نہیں رہتا

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جہاں تک میں نے جائزہ لیا غلطی انتظامیہ کی نہیں تھی۔ بدظنی سے سارا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن اگر غلطی ہوتی بھی تب بھی کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ اپنی تکالیف کی وجہ سے دوسروں کے ایمان ضائع کرے۔ پس سچا وفادار وہ ہوا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جماعت پر نظر رکھے، اس کی صحت پر نظر رکھے۔ پیار کا وہی ثبوت سچا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجویز کیا تھا۔ اس سے زیادہ بہتر قابل اعتماد اور کوئی بات نہیں۔ آپ نے سنا ہے بارہا مجھ سے بھی سنا ہے پہلے بھی سنتے رہے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سلیمانؑ کی عدالت میں دو دعویدار ماؤں کا جھگڑا پہنچا۔ جن کے پاس ایک ہی بچہ تھا۔ کبھی ایک گھسیٹ کر اپنی طرف لے جاتی تھی کبھی دوسری گھسیٹ کر اپنی طرف لے جاتی تھی اور دونوں روتی اور شور مچاتی تھیں کہ یہ میرا بچہ ہے۔ کسی صاحب فہم کو سمجھ نہیں آئی کہ اس مسئلہ کو کیسے طے کیا جائے۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی عدالت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ طے کرنا تو بڑا مشکل ہے کہ یہ کس کا بچہ ہے اگر ایک کا بچہ ہوا اور دوسری کو دے دیا گیا تو بڑا ظلم ہوگا۔ اس لئے کیوں نہ اس بچے کو دو ٹکڑے کر دیا جائے اور ایک ٹکڑا ایک کو دے دیا جائے اور دوسرا دوسری کو دے دیا جائے تاکہ ناانصافی نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے جلاد سے کہا کہ آؤ اس بچے کو عین نصف سے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک کو دے دو اور دوسرا، دوسری کو دے دو۔ جو ماں تھی وہ روتی چیختی ہوئی گر پڑی کہ میرے ٹکڑے کر دو اور یہ بچہ اس کو دے دو لیکن خدا کے لئے اس بچہ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس کا بچہ ہے۔ پس جو خدا کی خاطر جماعت سے محبت رکھتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے دے اور ایسی باتیں برداشت کر جائے کہ جس کے نتیجہ میں کسی کے ایمان کو گزند پہنچتا ہو۔ وہ اپنی جان پر سب وبال لے لے گا۔ اور یہی اس کی سچائی کی علامت ہے لیکن اپنی تکلیف کو دوسرے کی روح کو زخمی کرنے کے لئے استعمال نہیں کرے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰۔ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳۔ شہادت ۱۳۷۰ ہش ۲۳۔ اپریل ۱۹۹۱ء

حصولِ مقصدِ حیات

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ـ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ـ فرماتے ہیں:

"پس کسقدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔"

اس مقصد کے حصول کے لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر لمحہ کوشش کرے اور ہر وہ بات جو اس کوشش میں ممد ہو اس کی طرف خاص طور پہ توجہ دے۔ ہم ابھی ابھی ایک ایسے مہینے سے گذرے ہیں ـ رمضان ـ جس کا لمحہ لمحہ اسی مقصد کے حصول میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ مہینہ عبادتوں کا مہینہ تھا۔ نیکیوں کا مہینہ تھا۔ ایک دوسرے سے تعلقات بہتر بنانے کا مہینہ تھا۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنے کا تھا۔ اور جن لوگوں نے ان ساری باتوں کا خیال رکھا اور اس مہینہ کو رمضان کی طرح گذارا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے بہت کچھ پا لیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے زندگی کے مقصد کے حصول کی کامیاب کوشش کی۔ اور اس طرح یقیناً وہ اس حصول مقصد کے قریب تر ہوگئے۔ لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کو پا لینے اور اس کے بن جانے کا عمل کہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ مسلسل جاری رہتا ہے۔ اس لئے ہم سب کیلئے لازم ہے کہ سوائے سحری کھانے اور افطاری کرنے کے باقی وہ تمام باتیں جن کا تعلق رمضان سے تھا اور جن پر ہم نے عمل کی کوشش کی انہیں اب رمضان کے بعد بھی جاری رکھیں۔ یہ نہیں کہ رمضان میں تو عبادت کرلی۔ رمضان میں تو تعلقات عامہ بہتر بنائے اور لڑائی جھگڑوں سے اجتناب کیا۔ رمضان میں تو خدا کی طرف دھیان رکھا اور جونہی رمضان ختم ہوُا ان باتوں کو بالائے طاق رکھ دیا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام باتوں کو جاری رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ کو پا لینے کا مقصد اس صورت میں حاصل کرنا ہی اصل حاصل کرنا ہے ورنہ وہ بات ہوگی کہ جو پایا وہ کھو دیا۔ خدا کرے کہ ہم زندگی کے مقصد کے حصول کی کوشش ہمیشہ جاری رکھیں۔ رمضان کے مہینے ہی کی طرح۔

مجھ سے پوشیدہ ہے میری ابتدا اور انتہا
مَیں فقط یہ جانتا ہوں مجھ سے کیا ہوتا رہا
مَیں دبانے سے اُبھرتا ہوں کچھ اس انداز سے
ہر تنزّل کے پسِ پردہ ہے میرا ارتقا

ابوالاقبال

○

پتھّر اُٹھا کے آپ نے پھر رکھ دیا ہے کیوں
یہ انتقام آپ نے مجھ سے لیا ہے کیوں

سی سی کے چاک کرنے کی ٹھانی ہے آپ نے
دامانِ چاک چاک کو ورنہ سِیا ہے کیوں

اِک خوبرو سے کہتا تھا، مَرتا ہوں آپ پر
مَر مَر کے پھر یہ دل مرا آخر جِیا ہے کیوں

جس زہر میں کشید ہوئی ہے تری اَنا
وہ زندگی کا زہر ہے، تُو نے پِیا ہے کیوں

ترکِ وفا پہ نام نہ لینے کی تھی قسم
ہر لمحہ اُس کا نام لیا، تو لیا ہے کیوں

فُرصت ملے تو مجُھ کو بھُلانے کی سعی کر
ترکِ تعلقات کا طعنہ دیا ہے کیوں

کیا ہاتھ کی لکیروں نے کہہ دی ہے کوئی بات
ہاتھوں میں اپنے ہاتھ مرا اب لیا ہے کیوں

سب کے لئے نہیں ہے اگر دعوتِ سفر
منزل کے راستوں میں چراغاں کیا ہے کیوں

خود ہی نہ چل سکے تھے اگر راہرو کے ساتھ
الزام اپنے ہمسفروں کو دیا ہے کیوں

ہے کس کے ہاتھ میں مرا قول و عمل نسیمؔ
جو کچھ کیا ہے مَیں نے، نہ جانے کیا ہے کیوں

نسیمؔ سیفی

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔
"خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دُنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے۔ بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا ہے۔"
(ملفوظات جلد سوئم صـ ۶۰۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء میں فرمایا

میں نے پچھلے خطبہ میں اس امر کا ذکر کیا تھا کہ خدام الاحمدیہ جیسی جماعت کا وجود ایک نہایت ہی ضروری اور اہم کام ہے۔ اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور ان کا نیک کاموں میں تسلسل ایک ایسی بات ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے بتایا تھا کہ مستورات کی اصلاح کے لئے لجنہ اماء اللہ کا قیام۔ اور مردوں کی اصلاح کے لئے خدام الاحمدیہ کا قیام۔ گویا دونوں ہی قومی تحریک کے دو بازو ہیں۔ اور تربیت کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری امور میں سے ہیں۔ میں نے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی تھی کہ ان کو اپنے کام ایک پروگرام کے ماتحت کرنے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ بغیر پروگرام کے کام کرتے رہیں۔ کیونکہ اس طرح بغیر پروگرام کے کام کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔

آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کو اپنے قریب مستقبل میں اور بعید میں بھی بعض باتیں اپنے پروگرام میں شامل کرنی چاہئیں۔ ممکن ہے ان کے سوا بعد میں بعض اور باتیں بھی شامل ہوتی جائیں۔ لیکن مستقبل قریب میں انہیں مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ کرنی چاہئیے ان میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی ان کے کام کے ساتھ وابستہ رہنی چاہئیں اور بعض ایسی ہیں جو مختلف زمانوں میں مختلف شکلیں بدل سکتی ہیں۔ ان کے فرائض میں سے پہلا فرض یہ ہونا چاہئیے کہ اپنے ممبروں میں قومی روح پیدا کریں۔

"قوم" کا لفظ آج کل اتنا بدنام ہو چکا ہے کہ حضرت امام جماعت الاول (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کہتا کہ "ہماری قوم" تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ "ہماری قوم" کیا ہوتی ہے۔ "ہمارا مذہب" کہنا چاہئیے لیکن درحقیقت بات یہ ہے کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے وہاں مذہبی امتیاز پر بھی دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ خود قرآن کریم میں بھی اسکی مثال موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے یقیناً میری قوم نے اس قرآن مجید کو ترک کی ہوئی چیز کی طرح چھوڑ دیا ہے

حضرت امام جماعت الاول (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کا اعتراض بوجہ اس غلط استعمال کے تھا جو آج کل اس لفظ کا ہو رہا ہے۔ اور جب کسی لفظ کا اس طرح غلط استعمال عام ہو جائے تو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب قوم کا لفظ نسلی یا سیاسی جتھے کے معنوں میں استعمال ہونے لگے اور مذہب کا جتھہ اس سے مراد نہ ہو تو اس کا یہ استعمال قابلِ اعتراض ہے کیونکہ دنیا میں اسلام کی غرض یہ ہے کہ تمام سیاسی نسلی اور اقتصادی جتھوں کو مٹا دے اور بنی نوع انسان میں ایک عام اخوت کی تعلیم رائج کرے۔ پس اس لفظ کے غلط استعمال کی وجہ سے اگر کبھی اس لفظ کو استعمال سے خارج کر دیا جائے تو یہ کوئی بری بات نہیں لیکن اپنے وسیع معنوں میں یہ لفظ بُرا نہیں۔

غرض خدام الاحمدیہ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا ان کے ابتدائی اصول میں سے ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ پر میں نے جو تقریر کی تھی اس میں بتایا تھا کہ نبوت کی پہلی غرض ملی روح کا پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کی نبوت اور شریعت کا مرکزی نقطہ ملی روح پیدا کرنا ہی تھا۔ اس وقت لوگ گناہ سے واقف نہ تھے اور نہ ہی ثواب کی زیادہ راہیں ابھی تک کھلی تھیں۔ اسوقت حضرت آدمؑ کی نبوت کی غرض یہی تھی کہ تعاون کی روح جو ایک حد تک ابھر چکی تھی اسے مکمل کریں اور اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملی روح کا سبق وہ سبق ہے جو ہمارے پہلے روحانی باپ نے دیا اور سب سے پہلا الہام جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا وہ ملی روح کے لئے ہی تھا۔ یعنی (اے آدم تو اور تیرے ساتھی جنت میں رہو) یعنی اکٹھے مل کر تعاون کے ساتھ رہو اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کرو۔ زوج کے معنی بیوی کے بھی ہوتے ہیں۔ مگر ساتھی کے معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدائی خبروں میں جہاں یہ لفظ بیوی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے وہاں کئی خدائی خبریں ایسی ہیں جن میں یہ جماعت کے معنوں میں آیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کی خدائی خبریں دراصل قرآن کریم (کے مطالب) ہیں۔ اور الفاظ قرآنی کے جو معنی اس زمانہ میں مخفی تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدائی خبروں میں ان کا استعمال کر کے وہ معانی ظاہر فرما دئیے ہیں اور اگر کوئی شخص آپ کی خدائی خبروں کا مطالعہ کرتا ہے تو قرآن کریم (کے مطالب) میں اس کا علم بہت وسیع ہو سکتا ہے اور آپ کی خدائی خبروں میں زوج کا لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں اسکے معنی بیوی کے ہیں اور کہیں مخلص جماعت کے اور زوج کے معنوں میں یہ امتیاز معلوم کرنے کے بعد جب اسے قرآن کریم کی اس آیت پر چسپاں کریں تو وسیع مطالب کھل جاتے ہیں۔ غرض (اے آدم تو اور تیری زوج جنت میں رہو) کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آدم اور اس کی بیوی جنت میں رہیں۔ مگر اسکے معنی یہ بھی ہیں کہ آدم اور اسکے مخلص صحابی ایک جگہ مل کر رہیں اور محبت سے رہیں۔ تعاون کا مفہوم جنت کے لفظ سے نکلتا ہے۔

جنت کی تشریح اسلام نے یہ کی ہے کہ دلوں سے کینہ و بغض نکال دیا جائے گا۔ اور جب یہ حکم ہو کہ جنت میں رہو تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اپنی زندگی میں جنت کی کیفیات پیدا کرو۔ اور باہم تعاون کے ساتھ رہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے بچو۔ جماعتی نظام کو نمایاں کرو۔ اور شخصی وجود کو اس کے تابع رکھو۔ اور دراصل اسکے بغیر حقیقی تعاون کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ حقیقی تعاون کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ انسان شخصی آزادی کو قربان کر دے۔ دو شخص اکٹھے چل رہے ہیں۔ ایک تیز چلنے والا ہے اور دوسرا کمزور اب دونوں کے اکٹھا چلنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ تیز چلنے والا اپنی رفتار کو کم کر دے۔ اور آہستہ چلنے لگے۔ کیونکہ کمزور تو تیز نہیں چل سکتا۔ ایک بوڑھا جو لاٹھی ٹیک کر چلتا ہے۔ اور ایک تیز چلنے والا نوجوان اکٹھے چلیں اور بوڑھا یہ امید رکھے کہ نوجوان آہستہ چلے اور نوجوان یہ کہ بوڑھا تیز چلے۔ تا دونوں اکٹھے چل سکیں۔ تو تم سمجھ سکتے ہو کہ دونوں میں سے کس کی امید جائز سمجھی جائے گی۔ یقیناً بوڑھے کی۔ کیونکہ بوڑھا اگر کوشش بھی کرے تو بھی تیز نہیں چل سکتا۔ لیکن نوجوان آہستہ چل سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو اپنی رفتار کو سست کر کے بوڑھے کو ساتھ لے جاسکتا ہے۔ اور اسلئے دونوں میں سے وہی مطالبہ صحیح ہو سکتا ہے جو ممکن ہے۔ نوجوان اگر یہ مطالبہ کرے کہ بوڑھا تیز چل کر اسکے ساتھ ملے۔ تو یہ اس کا مطالبہ بیوقوفی کا مطالبہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ تیز چلنا بوڑھے کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ہاں وہ خود تیز چلنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی آہستہ چل سکتا ہے۔ لیکن جب یہ ایسا کرتا ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ اپنی آزادی پر قید لگاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اسے طاقت دی ہے کہ چار پانچ میل ایک گھنٹہ میں طے کر جائے۔ مگر چونکہ اس کا ساتھی بوڑھا ہے۔ اور پون میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ اسلئے یہ بھی اپنی رفتار اتنی ہی کر لیتا ہے۔ اور اتنا ہی چلتا ہے اس کا اتنی کم رفتار سے چلنا اس کی اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اپنے بوڑھے اور کمزور ساتھی کو بھی ساتھ لے جاسکے۔ اور یہی حقیقی تعاون ہے۔ کہ انسان کو اختیار اور طاقت حاصل ہو۔ روپیہ حاصل ہو۔ روپیہ موجود ہو۔ مگر وہ ان کے متعلق اپنے اختیارات پر خود قیدیں لگا دے۔ روپیہ خرچ کرنے کے لئے موجود ہو مگر کم خرچ کرے یا اسے دوسروں کے لئے خرچ کرنے لگے۔ موجود ہونے کے باوجود کم خرچ کرنے کی مثال روزہ ہے۔ اور دوسروں کی خاطر خرچ کرنے کی مثال صدقہ ہے۔ روزہ میں کم خرچ کیا جاتا ہے۔ ایک امیر آدمی بھی سب کچھ موجود ہونے کے باوجود اپنی شکل غریبوں کی سی بناتا ہے دراصل سحری کی غرض یہی ہے کہ انسان جو بھی کھاتا ہے چوری چھپے کھاتا ہے۔ اور جب لوگوں کے سامنے آتا ہے تو ایسی حالت میں کہ اس کے چہرہ سے فاقہ کشی اور غربت کے آثار ہویدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ جسے کھانے کو ملتا ہے۔ اور وہ بھی جسے نہیں ملتا سب یکساں نظر آتے ہیں۔ جو کچھ کھانا ہوتا ہے وہ سحری کے وقت ہی کھالیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے سامنے آنے کے وقت سب کی شکلیں غربت ظاہر کر رہی ہوتی ہیں۔

غیروں کی باتوں کا پڑھنا بشرطیکہ جس میں انسان داخل ہو اسکی پوری واقفیت حاصل ہو نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری اور مفید ہے۔ بلکہ اگر کبھی فرصت ہو تو اس قسم کے ٹریکٹوں کو بیوت میں پڑھ کر سنا دینا چاہئیے اور جماعت کے دوستوں کو بتانا چاہئیے کہ دوسروں نے یہ یہ اعتراض کیا ہے۔ اور ان اعتراضات کے یہ یہ جوابات ہیں۔ مگر اس قسم کے ٹریکٹوں کا سنانا باقی تمام ضروریات پر مقدم نہیں کر دینا چاہئیے یعنی یہ نہیں ہونا چاہئیے کہ قرآن کا درس چھوڑ دیا جائے۔ حدیث کا درس چھوڑ دیا جائے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کا درس چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح اور وعظ و نصیحت کی باتوں کو چھوڑ دیا جائے اور مخالف ٹریکٹوں کو سنانا شروع کر دیا جائے۔ یہ سخت بددیانتی ہے۔ انسان جس مذہب میں شامل ہو اسکے متعلق تو اسے بھی پوری واقفیت حاصل نہ ہو۔ اور دوسروں کے لٹریچر کو وہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ تم پہلے اپنی جماعت کے لٹریچر کو پڑھو اور جب احمدیت کے عقائد احمدیت کی تعلیم اور احمدیت کے دلائل سے تم پوری طرح واقف ہو جاؤ تو پھر تمہارا حق ہے کہ دوسرں

باقی ص۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا غلام باری سیف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی انگوٹھیوں کے نقش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کی گئی کہ حضور وہ اسی خط کو درخورِ اعتناء سمجھتے ہیں جس پر مُہر ثبت ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے حضور نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا نقش اس طرح تھا کہ "محمد رسول اللہ" لفظ محمدؐ ایک سطر میں تھا "رسول" دوسری سطر اور "اللہ" تیسری سطر میں تھا۔ نیچے محمدؐ اس کے اوپر رسول اور سب سے اوپر لفظ "اللہ" تھا۔ عربی میں لفظ "خاتم" کے معنے مہر اور انگوٹھی دونوں کے ہیں۔ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ نگینہ "حبشی" تھا۔ شارحین نے اس کی توجیہہ یہ بیان کی کہ کسی حبشی نے بنایا تھا یا حبشی طرز کا تھا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے جس کا نقش یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص ایسی نہ بنوائے کہ یہ مہر تھی جو آپ استعمال فرماتے تھے۔ اس لئے کسی دوسرے کو ایسی مہر یا انگوٹھی بنوانے سے آپ نے منع فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں اسے پہنتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اپنے ہاتھ میں پہنی۔ صحابہؓ نے آپ کی اقتداء میں سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ ایک روز حضور نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ انگوٹھی بنوائی تھی اور اسے اتار دیا۔ لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتار دیں۔ اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے مردوں کو آپ نے منع فرما دیا۔ ہاں عورتوں کے لئے اس کی اجازت ہے۔ محدثین نے یہ بھی بیان کیا کہ اگرچہ بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننے کی اجازت دے دی۔ حضرت حسن اور حسین بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے لیکن دائیں میں پہننا افضل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ چونکہ اسے مُہر کے واسطے بنوایا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ حضرت ابوبکرؓ کے قبضہ میں رہی آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں آئی۔ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملی۔ ایک دن حضرت عثمانؓ مدینہ میں مسجد کے پاس "اریس" نامی کنوئیں پر بیٹھے تھے یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی۔ آپ نے ہر انسانی کوشش کی۔ کنوئیں کا سارا پانی اور مٹی چھان ماری لیکن انگوٹھی نہ مل سکی۔ یہ واقعہ آپ کی خلافت کے چھٹے سال میں پیش آیا۔ چنانچہ آپ نے خطوط اور فرامین پر مہر کی وجہ سے نئی انگوٹھی بنوائی جس کا وہی نقش تھا۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضور اسے مُہر کے طور پر استعمال فرماتے تھے پہنتے نہ تھے۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ یہ مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

لوہے یا پیتل یا تانبہ کی انگوٹھی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ فرمایا اس سے مجھے اصنام یعنی بتوں کی بُو آتی ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد ۴ ص۷۰۵) معلوم ہوتا ہے بُت پرست ان دھاتوں سے بت بناتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں بھی روایت ہے کہ آپ بھی انگوٹھی پہنتے تھے اس کا نقش ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے کہ اس پر خدا اور اس کے رسول کا نقش تھا۔

تاریخ کی کتب میں خلفائے راشدین کی انگوٹھیوں کے نقوش کا بھی ذکر آتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا "نعم القادر اللہ" (تاریخ الخلفاء ص۷۷) کہ اللہ بہت اچھا قادر یعنی قدرتوں کا مالک ہے۔

حضرت عمرؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا "کفیٰ بالموت واعظا" (تاریخ الخلفاء ص۹۷) موت بہت کافی واعظ ہے۔ یعنی اسے یاد رکھیں یہ عبرت کا سامان ہے۔

حضرت عثمانؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا اٰمنتُ بالّذی خلقَ فسوّی۔ میں ایمان لایا اس ذات پر جس نے تخلیق کی اور بہت خوب کی۔

حضرت علیؓ کی انگوٹھی کا نقش تھا "اللہ الملک" اللہ ہی بادشاہ ہے۔ (طبقات الکبیر جزء ۳ ص۲۰) اور آپ کی دوسری انگوٹھی کا نقش تھا "نعم القادر اللہ" (تاریخ الخلفاء ص۱۲۶) ہو سکتا ہے یہ وہی انگوٹھی ہو جو حضرت ابوبکرؓ کی تھی۔

انگوٹھیوں کے نقوش مختلف دیکھے ہیں۔ بہرحال بعض ایسی انگوٹھی دیکھی جس پر بعلبک کے کھنڈرات کے نشان تھے۔ بعض نے اپنے نام کندہ کروائے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے بندوں نے وعظ و نصیحت کے لئے اچھے فقرات کندہ کروائے ہوتے ہیں۔ جیسے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے ہر وقت ان کی یاد رہتی ہے وہ سامنے رہتے ہیں۔ ہاں جن انگوٹھیوں پر خدا یا اس کے رسول کا نام یا ذکر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بیت الخلاء جاتے وقت ان کو اتار لینا چاہیئے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

کی کتابوں کو بھی پڑھو اگر تمہیں اپنے مذہب کی تعلیم پر غور کرتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ تمہارا مذہب سچا نہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم سچائی کی کسی اور مذہب میں تلاش کرو۔ تاکہ تم اگر سچ پر قائم نہیں ہو تو کم از کم تم خدا سے یہ کہہ سکو کہ تم نے سچ کی تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۲۳ء)

اسی طرح والدین ہیں۔ شروع میں وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص ہمارے بچوں کی نگرانی کرتا ہے کیوں نہ ہم اس سے مل کر کام کریں اور اسے مدد دیں لیکن پھر ان کی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص دھوپ میں بیٹھا تھا۔ کسی نے کہا سائے میں ہو جاؤ۔ تو کہنے لگا کیا دو گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص جو ہمارے بچوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو اس کو ضرور کوئی فائدہ ہی ہوتا ہوگا۔ ایک مثال ہے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو کسی نے بتایا کہ درزی سب چور ہوتے ہیں۔ کپڑا چرا لیتے ہیں۔ وہ ایک دن ٹوپی سلانے کے لئے درزی کے پاس کپڑا لے گیا اور جا کر پوچھا کیا اس کی ٹوپی بن جائے گی۔ درزی نے کہا ہاں بن جائے گی۔ اس نے کہا۔ فی الواقعہ درزی چور ہوتے ہیں۔ اس نے کچھ کپڑا خود رکھنا ہوگا تبھی کہہ دیا کہ بن جائے گی۔ یہ سمجھ کر کہنے لگا کیا دو بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں دو بن جائیں گی۔ اس پر تو اس نے سمجھا کہ درزی کے چور ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں رہ گیا۔ اگر میں دو کے لئے نہ کہتا تو ایک خود رکھ لیتا اور ایک مجھے دے دیتا۔ یہ خیال کر کے کہنے لگا کیا چار بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں۔ اس پر تو اسے یقین ہو گیا کہ ضرور یہ چوری کرتا اور کہنے لگا کیا چھ بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں چھ بن جائیں گی۔ یہ سن کر اس نے سمجھا کہ اب تو شاید اور نہ بن سکیں لیکن چلو پوچھ تو لیں اور کہنے لگا کیا سات بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں سات بن جائیں گی۔ اس سے زیادہ کی اسے امید تو نہ تھی لیکن کہنے لگا کیا آٹھ بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں آٹھ بن جائیں گی اس کے بعد وہ چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ آیا تو ذرا ذرا سی آٹھ ٹوپیاں رکھی تھیں انہیں دیکھ کر درزی سے کہنے لگا۔ یہ کیا؟ درزی نے کہا اپنا کپڑا ناپ لو۔ تم نے اس کی آٹھ ٹوپیاں بنانے کو کہا تھا میں نے بنا دیں۔ اسی طرح والدین سمجھتے ہیں کہ یہ جو مدرس بچوں کی نگرانی کرتا ہے تو اس کو ضرور کوئی فائدہ ہوتا ہوگا۔ ہم کیوں اسے فائدہ پہنچائیں یہ سمجھ کر وہ اس کی مدد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

ماسٹر صاحب نے جو واقعہ سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دونوں طرف سے بے استقلالی ہوئی۔ ماسٹر صاحب نے بھی بے استقلالی کی اور والدین نے بھی۔ جب تک دونوں یہ نیت نہ کریں کہ استقلال سے کام کریں گے اس وقت تک کام نہیں چل سکے گا۔ دونوں پورے استقلال سے کام کرنے کا وعدہ کریں۔ اور چاہے آندھی آئے چاہے مینہ اپنی بات پر قائم رہیں۔ یورپ کے متعلق میں نے کئی بار پڑھا ہے کہ کلب میں جو لوگ جاتے ہیں وہ بیس بیس سال متواتر جاتے رہے۔ جب یورپ کے لوگ معمولی معمولی باتوں میں جو کھیل اور تفریح سے تعلق رکھتی ہیں اس قدر استقلال دکھائیں تو ہم ان باتوں میں کیوں استقلال نہ دکھائیں جو ہماری ترقی سے تعلق رکھتی ہیں۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"محض رونے اور گریہ وزاری سے دعائیں قبول نہیں ہوا کرتیں۔ دعاؤں کو اپنی مقبولیت کے لئے ایک خاص پاکیزگی اور خیفت چاہیئے اور جس رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعائیں مانگیں اور دعائیں سکھائیں وہی رنگ اختیار کریں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون۔ سین

جاپانی طلباء کا اغواء

گذشتہ سات مارچ کو تین جاپانی طلباء نے ایک پاکستانی گائیڈ کے ہمراہ دریائے سندھ کا مطالعاتی دورہ شروع کیا۔ کاشمور ریسٹ ہاؤس ایک رات گذارنے کے بعد انہوں نے ایک کشتی میں اپنے سفر کا آغاز کیا اور دریائے سندھ کے بائیں طرف جانا شروع کر دیا۔ مارچ ۱۷ کو وہ پاکستانی گائیڈ کے ہمراہ "موچی کو" پولیس پوسٹ جو جیکب آباد سکھر اور رحیم یار خان کی سرحدوں پر ہے انہیں اغوا کر لیا گیا۔ اغوا کے ایک ہفتہ بعد ڈاکوؤں نے ان میں سے ایک کو رہا کر دیا۔ رہا ہونے کے بعد وہ سیدھا اسلام آباد گیا اور جاپانی سفیر سے ملاقات کر کے ساری تفصیل بیان کی جس کے بعد جاپانی سفیر نے پاکستانی حکام سے رابطہ پیدا کیا۔ دو جاپانی طالب علم اور ان کا پاکستانی گائیڈ ابھی تک ڈاکوؤں کی حراست میں ہیں۔

سندھ کے انسپکٹر جنرل پولیس نے بتایا ہے کہ انہوں نے ہنگامی انتظامات کے مرکز کو دوبارہ کام پر لگا دیا ہے اور اغوا شدہ افراد کی رہائی کو یقینی بنانے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ جہاں تک اغوا کا تعلق ہے جتنی معلومات آئی۔جی۔پی کے حکام نے مقامی مخبروں سے حاصل کی ہیں وہ نہ تو انہیں جاپانی سفارت خانے سے مل سکیں نہ کسی اور سے جس جاپانی کو رہا کر دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پاکستان ہی میں ہیں یا جاپان واپس چلے گئے ہیں۔ جاپان واپس جانے کی خبر بعض اخبارات نے شائع کی ہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی شکایت کی کہ اخبارات اس سلسلے میں من گھڑت کہانیاں پیش کر رہے ہیں۔ جہاں تک باقی دو جاپانیوں اور پاکستانی گائیڈ کی رہائی کا تعلق ہے۔ انہوں نے بیرونی ممالک کے صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے پولیس ہیڈ کوارٹرز میں کہا کہ ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ ان جاپانیوں کو زندہ و سلامت رہا کروا لیا جائے اور اب اس بات کے امکانات بہت روشن ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئندہ چند دنوں میں ہم کوئی اچھی خبر سنانے کے قابل ہو جائیں گے۔

جب اغوا کنندگان کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ اس علاقے کے عمائدین سے گفت و شنید کے بعد اغوا کنندگان کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

جہاں تک ان معلومات کی تفصیل کا تعلق ہے ان کے خیال میں ان کا بتانا اغوا شدہ افراد کے مفاد میں نہیں ہے لیکن بہرحال یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ہمارا صحیح افراد سے رابطہ پیدا ہو گیا ہے۔ جاپانیوں کی ایک ٹیم جن کا صحافت سے تعلق ہے، بھی اس موقعے پر پولیس ہیڈ کوارٹرز میں موجود تھی

اغوا شدہ جاپانیوں کے نام یہ ہیں:۔

یوسی ایوا کاشو۔ ٹاکا یاسو آکھوری۔ اور ٹاکا یاسو تو اور پاکستانی گائیڈ کا نام غلام محمد خان ہے۔ جو طالب علم رہا کیا جا چکا ہے۔ یوسی ہیوا تاشو ہے۔

مشرقِ وسطیٰ — علاقائی کانفرنس

کچھ عرصہ سے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے عالمی کانفرنس بلائے جانے کی بات ہو رہی ہے لیکن چونکہ اسرائیل آغاز ہی سے مختلف رنگوں میں اس کی مخالفت کرتا رہا ہے اس لئے اب اس نے عالمی کانفرنس کی بجائے علاقائی کانفرنس کی تجویز پیش کر دی ہے۔ جس میں اسرائیلی، عرب اور فلسطینی بات کر سکیں گے۔ اور بعد ازاں اسرائیل اور عرب بات کر سکیں اور آخری سٹیج پر اسرائیلی اور فلسطینی آپس میں گفت و شنید کر کے کسی فیصلے پر پہنچ سکیں گے۔ یہ اسرائیل کی ایک بہت بڑی چال ہے اس لئے کہ ایک تو وہ عالمی برادری کو اس مسئلے سے الگ رکھنا چاہتا ہے اور اگر کانفرنس صرف علاقائی ہوئی تو اس بات میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ اس کانفرنس میں وہ تنظیم آزادی فلسطین کے نمائندوں کو اس مسئلے سے الگ کر دے گا۔ کیونکہ اس گفت و شنید کے دوران جن فلسطینیوں کو شامل گفتگو کیا جائے گا۔ ان کا تعلق تنظیم آزادی فلسطین سے نہیں ہو گا۔ بلکہ آزاد خیالات دیگر فلسطینیوں سے نمائندے لئے جائیں گے۔ سب سے پہلے بش انتظامیہ کے پہلے سال میں جیمز بیکر نے خاصا وقت اسی امر پر صرف کیا کہ اسرائیلیوں نے جو یہ تجویز پیش کر دی ہے کہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کی نگرانی میں انتخاب ہو جائیں وہ کہاں تک قابل عمل ہے چونکہ وہ بات بنی نہیں اس لئے اب اسرائیل نے یہ دوسری تجویز پیش کر دی ہے اور جیمز بیکر نے واشنگٹن میں بعض پالیسی سازوں سے ساتھ گفتگو کر کے پھر دورہ شروع کر دیا ہے۔ اب اس بات پر غور ہو رہا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے جو کانفرنس بلائی جائے اس میں صرف اسرائیلی اور عرب اور فلسطینی ہوں اور فلسطینیوں کے متعلق یہ بات طے ہے کہ وہ تنظیم آزادی فلسطین کے رہنما نہیں ہوں گے۔

ینرک شمیر اور بش ایڈمنسٹریشن دونوں نے اس تجویز کی پذیرائی کی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے دونوں کے مفاد جن کو وہ فلسطینیوں کے مفاد کے ساتھ منسلک کرتے ہیں حاصل ہو سکیں گے۔ اگرچہ اسرائیلی علاقوں میں تجزیہ نگاروں کا یہ کہنا ہے کہ اس میں کوئی فیصلہ کن بات اس لئے نہ کی جا سکے گی کہ اسرائیلی اپنا موقف چھوڑنے کے لئے تیار نہیں نہ اس میں کسی ترمیم کی اجازت دینا چاہتے ہیں اور اسی طرح عرب بھی اپنا موقف چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اگر دونوں فریقین یہ چاہیں کہ ان کی پوری کی پوری بات مانی جائے تو یقیناً کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اسرائیل کے ایک نمائندے نے کہا کہ ہم ایک بہت بڑا اقدام اٹھا رہے ہیں۔ اگر یہ بات پیش کی جائے کہ امن کے لئے مقبوضہ علاقے چھوڑ دئے جائیں تو یقین ہے کہ شمیر کبھی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ جب جیمز بیکر اور شمیر کی اس سلسلے میں گذشتہ روز گفتگو ہو رہی تھی تو اسرائیل کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا کہ وہ صرف ایسے فلسطینیوں کو اس کانفرنس میں شامل کریں گے جو مغربی کنارہ یا غازہ پٹی میں رہائش پذیر ہیں اور اپنے آپ کو تنظیم آزادی فلسطین کے ساتھ کسی طرح بھی منسلک نہیں کرتے۔ فلسطینیوں نے بیکر کے ساتھ بات کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ کانفرنس کے ایجنڈے پر یروشلم بھی موجود ہونا چاہیئے یعنی یروشلم پر کس کا قبضہ ہو گا۔ اور بالواسطہ ہی سہی لیکن تنظیم آزادی فلسطین کو اس کانفرنس کے ساتھ منسلک کیا جانا چاہیئے۔ جو فلسطینی بیکر سے مل چکے ہیں ان میں سے فیصل حسینی سرفہرست ہیں اور وہ تنظیم آزادی فلسطین کی چار مقامی شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کی نمائندگی کرتے ہیں باقی تین شاخوں نے امریکہ کی اس تجویز کے سلسلے میں کوششوں کو رد کر دیا ہے۔ اسرائیل اس علاقائی کانفرنس پر اس لئے بھی زور دے رہا ہے۔ کہ اس کے خیال میں اگر شام اور عرب ریاستیں اس میں حصہ لیں تو اس کا منطقی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ وہ اسرائیل کو تسلیم کر لیں گی۔ اور یہی وہ بات ہے جس کے لئے اسرائیل کئی دہاکوں سے کوشش کرتا رہا ہے۔

کویتی حزب اختلاف

اگرچہ امیر کویت شیخ جابر الاحمد الصباح نے یہ اعلان تو کر دیا ہے کہ اگلے سال وہ قومی انتخابات کروائیں گے اور اسی طرح عورتوں کو ووٹ دینے کے حق کے متعلق بھی فیصلہ کر دیا جائے گا۔ لیکن حزب اختلاف اس اعلان کے باوجود حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جو عبوری دور کے لئے حکومت تشکیل دی جا رہی ہے۔ اس میں وہ کسی صورت حصہ لینے پر رضامند نہیں ہیں۔ جس پارلیمنٹ کو ۱۹۸۶ء میں تحلیل کیا تھا اسکے سپیکر احمد سعدون نے کہا ہے کہ وہ اس بات کی امید رکھتے تھے کہ جو اعلان کیا گیا ہے اس سے کوئی بہتر بات جو خاص طور پر واضح اور بغیر کسی الجھن کے ہو کہی جائے گی۔ مسٹر سعدون ترک وطن کر کے باہر چلے گئے ہوئے تھے۔ اور اب وہ اچانک واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا مجھے اس بات کا یقین ہے کہ کویتی اس بات سے کم کسی چیز کو قابل قبول نہیں سمجھیں گے کہ دستور کو بحال کیا جائے۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ امیر کویت کو چاہیئے تھا کہ فوری طور پر پہلی پارلیمنٹ کو بحال کر دیتے دیگر مخالف پارٹی کے رہنماؤں نے کہا کہ انہیں اس بات کی امید تھی کہ امیر کویت ۱۹۹۲ء کے ابتدائی ایام میں انتخابات کا وعدہ کریں گے۔

ایک صحافی کہتے ہیں کہ انہوں نے متعدد شخصیتوں سے ملاقات کرنے کے بعد یہ تاثر لیا ہے کہ لوگ امیر کے اعلان سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان کی یہ خواہش تھی اور ہے کہ انتخابات کی تاریخ مقرر ہو جانی چاہیئے تھی۔ ان لوگوں کے خلاف صباح فیملی کے افراد نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ حزب مخالف کی سوچ درست نہیں ہے کیا یہ بات کم نہیں ہے کہ امیر کویت نے از خود یہ قدم اٹھایا ہے کہ انتخابات کا ذکر کیا اور اسی طرح عورتوں کو ووٹ دینے کا بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ امیر کویت خوب جانتے ہیں کہ مخالفین کے بادبانوں سے ہوا کس طرح نکالی جا سکتی ہے۔

شریعت بل — ردِ عمل

پاکستان کی مسیحی قومی پارٹی کے سیکرٹری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنرل جوزف ایم فرانسس نے کہا ہے کہ مجوزہ شریعت بل اقلیتوں کو دبانے اور ختم کرنے کی ایک کوشش ہے۔ انہوں نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ متنازعہ فیہ شریعت بل کو منظور کر لیا جائے اور حکومت اسلئے یہ کام کر رہی ہے کہ اس پر ملا لوگوں کا دباؤ ہے لیکن اگر اس بل کو لاگو کر دیا گیا تو اقلیتی جماعتوں کو اس بات پر مجبور ہونا پڑے گا کہ وہ اقوام متحدہ کی طرف رجوع کریں اور اسکے سامنے اس سلسلے میں اپنی شکایات پیش کریں۔

پیپلز پارٹی کے ایک لیڈر مسٹر سلمان تاثیر نے شریعت بل کے پیش کئے جانے کی تجویز پر ردّ عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ جتنی اصلاحات پیش کی گئی ہیں وہ سب کی سب عدالتی کارروائیوں یا انصاف کو سیاست میں ملوث کرنیکا باعث ہونگی۔ نیم خواندہ جج جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ جلد جلد مقدمات نپٹائیں گے کی وجہ سے حصول انصاف مذاق بن کر رہ جائے گا۔ سلمان تاثیر نے مزید کہا کہ بیت المال کا قیام کرپشن کیلئے ایک اور دروازہ کھول دیگا اور جہاں تک اس میں جمع کئے جانے والے فنڈز کا تعلق ہے انہیں سیاسی اغراض کے لئے غلط طور پر استعمال کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تجویز دراصل جنرل ضیاء کی تھی۔ اور اب میاں نواز شریف نے اس پرانی تجویز کو اپنا لیا ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ پرائم منسٹر حکومتی فاشزم کی طرف رواں دواں ہیں اور عدالتی نظام میں دخل اندازی کر رہے ہیں۔

ومن ایکشن گروپ (ڈبلیو۔ اے۔ ایف) نے گذشتہ روز اس بات کا اظہار کیا کہ وزیر اعظم نے شریعت پیکیج جو پیش کیا ہے یہ اسلام کے استحصال کی ایک اور کوشش ہے۔ اس کے ذریعے اسلام کو سیاست کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ شریعت بل کے متعلق لیجسلیٹو اسمبلی کی کارروائی کو خفیہ رکھنا جمہوریت کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ وزیر اعظم کا یہ اعتراف کہ دستور میں مجوزہ ترمیم کے سلسلے میں اور اسی طرح شریعت بل کے متعلق بھی اسمبلی سے باہر گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ بات انسانی حقوق کو دبانے اور انسانی اقدار کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ دستور میں کوئی مزید ترمیم پاکستانی باشندوں کے حقوق کی پامالی کے مترادف ہوگی۔ خاص طور پر غرباء، عورتیں اور اقلیتیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سے قبل بھی جتنے قانون مذہب کا نام لے کر بنائے گئے ہیں۔ وہ سب ناکام رہے ہیں۔ انہیں چاہئے یہ تھا کہ غریبوں کی مشکلات دور کرنے کی کوشش کی جاتی نہ کہ سماجی کرپشن کو مزید الجھا دیا جاتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ خواتین کے متعلق جو ایک سرسری سا ریمارک وزیر اعظم کی تقریر میں آیا ہے اسکے ذریعے اسکا سب سے پہلا نشانہ خواتین ہی بنیں گی۔ کیونکہ انہی کے متعلق قانون پاس کئے جائیں گے اور یہ سب کچھ اسلام کا نام لے کر کیا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ مختلف اطراف سے ایسے بیان شائع ہونے کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان کے بہت سے نمائندین نے وزیر اعظم کی تقریر کو سراہا ہے اور ان کے شریعت بل کو پیش کرنے اور مزید آئینی ترامیم پارلیمنٹ میں لانے پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ملے جلے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔ اگرچہ اخباری بیانات کو دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زیادہ بیانات حق میں آ رہے ہیں اور چند ایک اس کی مخالفت میں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک میں ایسے حالات پیدا کرے جو قوم کے ہر فرد کے لئے مفید ہوں۔ حکومت مستحکم ہو اور پاکستان کا ہر فرد انفرادی طور پر اور پاکستان مجموعی طور پر خوشحال ہو۔ کوئی کام کون کرتا ہے اس سے غرض نہیں ہونی چاہئے۔ غرض اس بات سے ہونی چاہئے کہ کون سا کام قوم اور ملک کے لئے مفید ہے اور ہر وہ کام جو مفید ہو اس میں سب کو مل جل کر ہاتھ بٹانا چاہئے تاکہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لئے بہتر پاکستان چھوڑ کر جائیں۔

یاد رفتگان

مکرمہ سردار بی بی صاحبہ

نصیر احمد وڑائچ

میری والدہ ۱۹۱۲ء میں ایک نہایت سادہ ان پڑھ زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئیں ۱۹۳۳ء میں والد صاحب چوہدری محمد خان صاحب نمبردار سے تعلقِ زوجیت بنا۔ اسی سال بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئیں۔ والد صاحب خدا کے فضل سے پہلے ہی احمدی تھے۔ ۱۹۳۴ء میں حضرت فضل عمر کی جاری فرمودہ تحریک جدید میں پانچ ہزاری فوج کی ایک ادنیٰ سپاہی بن گئیں۔ انیس سالہ میعاد پوری ہوئی تو حضور نے ازراہِ شفقت سرٹیفکیٹ بھیج دیا۔ ۱۹۴۲ء میں والد صاحب فوت ہو گئے۔ ہم تین بھائی دو بہنیں یتیم رہ گئے۔ والدہ صاحبہ نے بڑی ہمت اور محنت سے ہماری تعلیم و تربیت کا فرض ادا کیا۔ والدہ صاحبہ بالکل ان پڑھ تھیں مگر احمدیت کو اس شان سے قبول کیا کہ گویا عاشق تھیں زندگی بھر نماز تہجد پورے عشق سے ادا کی۔ عشاء کے وقت گرمیوں میں مکان کی چھت پر پانی۔ لوٹا اور مصلّٰی والدہ صاحبہ کے سرہانے بڑی میز پر رکھنا میری ہمیشہ کی ڈیوٹی تھی۔ فجر کا وقت ہوتے ہی ہمیں جگانا شروع کر دیتیں۔ نوجوانی میں بڑے بھائی ملازمتوں پر چلے گئے اور میں اکیلا ہی والدہ صاحبہ کے پاس رہتا تھا۔ اگر کبھی صبح اٹھنے میں مجھ سے سستی ہوتی یعنی والدہ صاحبہ کے بار بار آواز دینے پر نہ اٹھتا تو بیت الحمد کی کھڑکی پر جا کر دستک دیتیں۔ وہاں حاضرین سے کہتیں کہ نصیر احمد نہیں اٹھ رہا ذرا آ کر اس کو نماز کے لئے ساتھ لانا۔ تین چار آدمی آ جاتے۔ ایک یا غالباً دو دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے بیت الحمد سے آ کر نماز کے لئے اٹھایا گیا۔ مجھے بے حد شرم محسوس ہوئی پھر آئندہ والدہ صاحبہ کی پہلی آواز پر ہی اٹھ کھڑا ہوتا۔ انہوں نے ہمیں نمازی بنانے اور چندہ بروقت ادا کرنے کی عادت ڈالنے کے لئے بے حد محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا کئی گنا بڑھا کر اجر عطا فرمائے۔ جب صبح ہمیں جگاتی تو منہ سے یہ کلمہ بار بار دہراتی تھیں کہ اٹھو اس خدا کا شکر ادا کرو جس نے خیریت سے رات گذار دی اور اتنا خوبصورت دن چڑھایا۔ خود موصیہ تھیں۔ مجھے بھی وصیت کرنے کی تاکید فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے مجھے بھی وصیت کرنے کی توفیق ملی۔ والدہ صاحبہ کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ میں آج تک ایک بار بھی بقایا دار قرار نہیں پایا۔

ان دنوں ہمارے گاؤں میں بچیوں کا پرائمری سکول ہی تھا۔ دونوں بیٹیوں کو پانچ پانچ جماعتیں پڑھا دیں۔ اور محترمہ آمنہ ممتاز صاحبہ صدر لجنہ سے دونوں کو قرآن مجید بھی پڑھوا دیا۔ کہا کرتی تھیں کہ میں نے حضورؐ کے فرمان کے مطابق اپنی دونوں بیٹیوں کی برابر برابر تعلیم و تربیت اور پرورش کی ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ناشکری ہوگی کہ بچیوں کی سکول کی ہیڈ مسٹریس محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ احمدی اور نہایت مخلص تھیں ان کی تمام سروس شیخ پور میں ہی مکمل ہوئی۔ ہمارے گاؤں کی ہر طالبہ ان کی شاگرد ہوا کرتی تھی۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی ان سے بچیوں کو ملتی تھی۔ میری دونوں بہنیں ان کی شاگرد تھیں وہ ابھی خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ مورخہ ۸ اپریل کے الفضل میں ان کی طرف سے محترمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ کی تعزیت کی گئی ہے اور انہوں نے اپنی بیٹی بشریٰ کی وفات کا بھی اس میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا کرے اور بچی سے اپنے فضل سے بہتر سلوک فرمائے۔ دوسرے یہ کہ محترمہ آمنہ ممتاز صاحبہ صدر لجنہ نے تمام احمدی بچیوں کو بڑی محبت اور پیار سے قرآن مجید پڑھایا اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی اپنے فضل سے بہتر سلوک فرمائے۔

والدہ صاحبہ کو ان پڑھ ہونے کے باوجود قرآن مجید سے بے حد محبت تھی مجھے تقریباً روزانہ کہتیں کہ مجھے قرآن مجید پڑھ کر سنا دو۔ اس طرح مجھے پڑھا دیتیں اور خود سن لیتیں۔

جلسہ سالانہ کے لئے بڑے شوق سے تیاری کرتی تھیں۔ ہمیشہ جلسہ کے دنوں میں محترمہ حضرت چھوٹی آپا جان کے پاس حضور کے گھر میں قیام کرتیں۔ اپنی مرغیوں کے انڈے جمع کئے ہوتے جو حضرت آپا جان کے لئے تحفہ لاتی تھیں۔ حضرت آپا جان کے پیار اور مشفقانہ سلوک سے بڑی خوش ہوتیں اور حضرت آپا جان کی بڑی تعریف کرتیں۔ ہمارا مکان شیخ پور میں بہت اعلیٰ دو منزلہ ہے۔ معاشرے میں عزت و وقار بھی خدا کے فضل سے تھا۔ ہر طرح کی رونق اور سکھ تھا۔ مگر ربوہ سے اور خاندان بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اس قدر عشق تھا کہ مجھے اکثر کہا کرتیں کہ "نصیر احمد چل ربوہ ٹر چلیئے" اگر مکان نہیں بنا سکتا تو تمبو ہی لگا لیں گے۔ کہتیں کہ کتنے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو ربوہ کی پاک بستی میں رہتے ہیں اور حضرت صاحب کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں نیک باتیں سنتے ہیں

ہمارے گاؤں میں احمدیہ بیت الحمد نہیں تھی۔ میرے خاندان کے گھر کے ایک کمرہ میں نمازیں ہوا کرتی تھیں۔ ہمارے گھر کے قریب ہی ہمارے والد صاحب کا ایک پلاٹ خالی پڑا تھا۔ والدہ صاحبہ نے اکثر میری توجہ اس طرف دلائی کہ تمہارے

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

شیخ عزت احمد شرما ابن شیخ مظفر احمد شرما صاحب
سندھ واہ روڈ شکارپور سندھ

عثمان احمد ابن ڈاکٹر انیس احمد صاحب
۶۳۔ عزیز پارک سرگودھا

سفیان کوکب بنت شمشاد علی صاحب
چک ۹۳/۶ R ضلع بہاولنگر

یحییٰ مبارک ابن مبارک احمد صاحب
ناصر آباد ربوہ

طاہر ولید قمر (چاند) ابن پرویز اقبال صاحب
دارالیمن غربی ربوہ

محمد طلحہ ابن محمد منور صاحب
کوارٹرز تحریک جدید ربوہ

مدیحہ نورین بنت عبدالباری خان صاحب
دارالنصر وسطی ربوہ

مریم صدیقہ بنت جمیل احمد صاحبہ
ناصر آباد ربوہ

محمد طلحہ ابن چوہدری محمد امجد صاحب
دارالرحمت شرقی ربوہ

حسیب انور ورک ابن محمد انور ورک صاحب
نیو گارڈن ٹاؤن۔ لاہور

ہاشم خان ابن عبدالباری خان صاحب
دارالنصر وسطی ربوہ

محمد النصر وڑائچ ابن چوہدری محمد افضل صاحب
ناصر آباد ربوہ

شاہدہ پروین بنت اشفاق احمد صاحب
دارالعلوم۔ ربوہ

فریحہ ناصر بنت محمود احمد ناصر صاحب
ربوہ ضلع جھنگ

صادق احمد لطیف ابن محمد اسلم صاحب
دارالبرکات ربوہ

شاہد احمد ورک ابن ناصر احمد ورک صاحب
دارالعلوم۔ ربوہ

ریاض الحق رضا ابن فیض الحق بوبک صاحب
بوبک مرالی ضلع سیالکوٹ

فرہاد طاہر ابن طاہر احمد خان صاحب
علی پور ضلع خانیوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

والد صاحب نے یہ پلاٹ بیت الحمد کے لئے وقف کیا تھا اور جماعت کے دوستوں کو ہمراہ لے کر اپنے سر پر مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر اس میں بھرتی کا آغاز کیا تھا۔ جماعت سے مشورہ کرو اور یہاں بیت الحمد تعمیر کرو۔ چنانچہ خدا کے فضل سے کشادہ اور خوبصورت بیت الحمد تعمیر ہو گئی۔ والدہ صاحبہ بیت الحمد کی تعمیر کے بعد تقریباً بیس سال زندہ رہیں۔ بیت میں پردہ کا انتظام تھا۔ نماز فجر عموماً بیت میں جا کر با جماعت ادا کیا کرتیں۔ نمازوں میں بہت روتی تھیں اور دعائیں کرتی تھیں۔ نماز جمعہ سے واپس آتے ہی مجھ سے کہتیں کہ نصیر احمد آج حضرت صاحب کا خطبہ کتنا شاندار تھا کیا تو نے عہد کیا ہے کہ اس پر عمل کروں گا؟ میں اثبات میں جواب دیتا تو بہت خوش ہوتیں اور دعائیں کرتیں۔

آٹھ نومبر ۱۹۷۸ء کو شام کے وقت فالج کا حملہ ہوا۔ دس دن ہمیں خدمت کا آخری موقعہ دے کر مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۸ء کو طلوع فجر کے وقت اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔

بیماری کے دوران زبان اور پہچان بالکل ٹھیک تھی۔ والدہ صاحبہ نے اپنا کفن مکہ مکرمہ سے آب زمزم میں بھگو کر منگوایا ہوا تھا۔ مجھے کہا کہ میرا کفن فلاں جگہ ہے۔ فلاں بستر اور یہ چارپائی میرے ساتھ ربوہ لے جانا اور دارالضیافت میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مہمانوں کے لئے چھوڑ آنا اور حضرت صاحب سے درخواست کرنا کہ میرا جنازہ خود پڑھائیں۔ میں نے ساری وصیت پر عمل کیا۔ ربوہ پہنچ کر حضرت امام جماعت الثالث سے جنازہ کی درخواست کی جو حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمائی اور بعد نماز عصر بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ جب بعد تدفین دعا ہو چکی تو محترم بھائی محمد شفیع صاحب سیکرٹری مال نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ نصیر احمد! "بھرایا اس دا جانئے جیں دا توڑ چڑھے۔ آج میں نے تیری ماں دا توڑ چڑھدا اکھاں نال دیکھ لیا اے۔" حضور کے جنازہ پڑھانے سے ہی میں بڑا خوش تھا۔ پھر اس کلمہ نے بھی مجھے بڑی خوشی عطا کی۔ میرا والدہ صاحبہ کی جدائی کا غم ان کے انجام بخیر کی خوشی کے نیچے دب گیا۔

بیماری کے دوران ہمیں احمدیت اور امامت سے وابستہ رہنے اور حضرت اقدس کے مرکز سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کو ہمیشہ جاری رکھنے کی تاکید کی۔ بار کی اپنے صندوق کے پیٹے بھی وفات سے دو دن قبل مجھے کہہ کر منگوا لیئے۔ اور کہا کہ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔

اپنی آخری تیاری خود کروائی۔ وہ بتاتی گئیں میں کرتا گیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے خوشی خوشی خدا کے حضور پیش ہونے کے لئے تیار ہو رہی ہوں۔

خادم بیت الذکر کی ضرورت

جماعت احمدیہ منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ کو بیت الحمد کے لئے خادم کی فوری ضرورت ہے۔ خادم صحت مند ہو۔ صدر صاحب / امیر صاحب مقامی کی سفارش سے صدر صاحب جماعت احمدیہ منڈی مرید کے معرفت مبارک میڈیکل سٹور منڈی مرید کے سے رابطہ کیا جائے۔ معقول مشاہرہ اور رہائش بغیر فیملی مہیا کی جائے گی۔

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ نہ سندھ اسمبلی توڑی جائے گی اور نہ جام صادق کی حکومت کو برطرف کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم ہماری حلیف جماعت ہے۔ ہم پر یہ الزام بے بنیاد ہے کہ ہم ان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

○ سندھ میں پی ڈی اے کی شکایات کا جائزہ لینے والی قومی اسمبلی کی چھ رکنی کمیٹی کا مستقبل اور اس سے کسی کارکردگی کی توقع ایک بار پھر خطرے میں پڑ گئی ہے۔ جام صادق علی نے اس مصالحتی کمیٹی کا استقبال کرنے سے بھی معذرت کر لی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا ہے کہ اس کمیٹی میں شامل واحد سندھی رکن قومی اسمبلی سید خورشید شاہ خود بھی تخریبی کارروائیں ملوث ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ افغانستان میں کابل انتظامیہ نے افغان مجاہدین کے زیر تسلط صوبہ کنڑ کے شہر اسعد آباد پر سکڈ میزائیلوں سے حملہ کیا۔ تین میزائیل شہر کے وسط میں بازار میں آ کر گرے جس سے ۱۰۰ سے ۳۰۰ تک افغان مجاہدین اور افغان پناہ گزین شہید اور ۵۰۰ سے زائد زخمی ہو گئے ہیں۔ اس صوبہ کنڑ کو مجاہدین چند سال قبل آزاد کروا چکے ہیں۔ سکڈ میزائیلوں سے افغان انتظامیہ کا یہ پہلا حملہ ہے یہ حملہ کابل سے کیا گیا ہے۔

○ شمالی عراق میں کردوں کے لئے محفوظ علاقہ قائم کرنے میں عراق سے فوجی التعاون کر رہے ہیں۔ انہوں نے زاخل کا قصبہ خالی کر دیا ہے۔ امریکی اور برطانوی فوجی ترکی سے داخل ہو رہے ہیں۔ اور ان کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔